شہادت پروفیسر عطاء الرحمن ثاقبؒ

میاں محمد افضل
معاون مدیر اعلیٰ مجلہ فہم القرآن

پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب فیصل آباد کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آبائی گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد دینی تعلیم کی غرض سے فیصل آباد میں ایک معروف دینی مدرسہ میں داخلہ لیا۔ وہاں سے انہوں نے آٹھ سالہ کورس بڑی دلچسپی اور محنت سے مکمل کیا۔ وہ تعلیم کے دوران چند ایک ذہین طلباء میں سرفہرست رہے۔ انہیں عربی زبان سے ایک جنون کی حد تک لگن تھی۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ انہوں نے بی۔ اے تک دنیاوی تعلیم بھی حاصل کی۔ 1980 میں وہ لاہور آگئے۔ اور جامعہ اسلامیہ ماڈل ٹاؤن میں تعلیم وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اسی دوران ان کی ملاقات علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ سے ہوگئی علامہ شہید نے عطاء الرحمن ثاقب کی علم سے گہری دلچسپی اور ذہنی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ ادارہ ترجمان السنۃ میں منسلک کرلیا۔ اور انہیں اپنی عربی کتب کے تراجم کی ذمہ داری سونپ دی علامہ شہیدؒ ہمیشہ یہ کہتے تھے مجھے ایسا باصلاحیت محنتی ذہین اور بے شمار خوبیوں کا مالک نوجوان مل گیا ہے۔ جس سے قرآن وسنت کے کام کو پھیلانے میں بڑی مدد ملے گی۔ عطاء الرحمن ثاقب کو علامہ شہیدؒ کے ساتھ بیرون ممالک دوروں پر جانے کا ہمیشہ موقعہ میسر رہا۔ اور انہوں نے علامہ شہید کو اپنا روحانی باپ سمجھتے ہوئے ہر مشکل و آسان گھڑی میں ان کے ساتھ رہے۔ علامہ شہیدؒ کی خواہش پر پروفیسر عطاء الرحمن کی شادی انارکلی کے معروف تاجر اور مذہبی شخصیت چوہدری خدا بخش کی بیٹی سے ہوئی۔ جن سے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب صوم وصلاۃ کے پابند، تہجد گزار، معاملہ فہم اور خوش اخلاق شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی تعلیم، تدریس میں گزار دی۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ سے قریبی تعلق کے ساتھ ساتھ وہ اہل حدیث یوتھ فورس میں سرگرم کارکن کی حیثیت سے قرآن وسنت کی بالادستی کیلئے اہل حدیث کی مرکزی قیادت کے ساتھ دن رات مشغول رہے۔ انہوں نے کچھ عرصہ ڈاکٹر اسرار احمد کے قرآن کالج میں بطور پروفیسر عربی کلاس پڑھانے کی خدمات بھی سرانجام دی بعد ازاں انہوں نے ڈاکٹر راشد رندھاوا کے ساتھ مل کر فہم قرآن انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔ مرحومؒ کی یہ ایک عظیم اور منفرد کاوش تھی جس سے تمام مکاتب فکر اور شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے خواتین و حضرات استفادہ کررہے تھے۔ فہم قرآن کلاسز کے ساتھ انہیں جنون کی حد تک لگاؤ تھا یہی وجہ ہے کہ بارش، آندھی یا کوئی اور پریشانی انکی کلاسز کے راستے میں حائل نہ ہوسکی۔ عرصہ چار سال سے اے جی آفس کے ویلفیئر ہال، قائداعظم لائبریری، باغ جناح اور گلبرگ میں وہ خود تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں ان کے شاگرد ملک کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید کو براہ راست سمجھنے کا شعور امت مسلمہ میں پیدا کرنا ان کا مشن تھا۔ لاہور میں 100 سے زائد مقامات پر فہم قرآن کلاسز جاری ہیں۔ جہاں ان کے شاگرد تعلیم دے رہے ہیں۔

پروفیسر عطاء الرحمن ثاقب نے فقہی اور گروہی اختلافات سے ہٹ کر خالصتاً قرآن وسنت کو پھیلانے کا عظیم مشن جاری رکھا۔ اور اسی مشن پر 19 مارچ 2002ء بروز منگل صبح 7 بج کر 20 منٹ پر جب وہ اے جی آفس میں کلاس پڑھانے کیلئے داخل ہوئے تو اسلام اور قرآن دشمن دہشت گردوں نے انہیں فائرنگ کرکے شہید کر دیا۔ پروفیسر ثاقبؒ نے ہمیشہ سفید پوشی میں زندگی بسر کی ان کی ذاتی کوئی جائیداد نہیں تھی پہلے علامہ احسان الٰہی ظہیر کے مکان لوئر مال میں رہائش پذیر تھے بعد میں انہوں نے گلشن راوی میں اپنے سسرال کے قریب ایک مکان کرائے پر لیا تھا جہاں پر وہ

آج کل رہائش پذیر تھے۔ پروفیسر ثاقب ملک کی علمی ش نے تعلیمی کمیٹی میں اکیڈمی والٹن میں شامل کیا ہوا تھا۔ اے جی آفس اور گلبرگ کیساتھ ساتھ وہ سول سروسز اکیڈمی میں بھی تدریس کرواتے تھے۔ وہ درویش صفت اور خوش اخلاق انسان تھے جو کوئی ایک دفعہ ان سے مل لیتا وہ ان کا گرویدہ ہو جاتا۔

19 مارچ 2002 کو جب انہیں شہید کیا گیا تو ان کی شہادت کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ان کے شاگردوں کا جم غفیر میو ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ کے سامنے جمع ہو گیا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر دل غمزدہ تھا وہ اپنے روحانی باپ کو دیکھنے کو ترس رہے تھے۔ جو آج ہزاروں افراد کو قرآن و حدیث کے ساتھ منسلک کر کے خود مستقل قیام والی جگہ چلا گیا تھا۔ ہسپتال سے جب ان کے جسد خاکی کو ڈیڈ ہاؤس سے لیجایا گیا تو وہ لوگوں کی ہچکیوں کا دلدوز منظر دیکھا نہیں جا رہا تھا۔ ڈیڈ ہاؤس کے باہر پورے لاہور کی انتظامیہ گورنر کے مشیر اور تمام مکاتب فکر کے لوگ جمع تھے اور ہر ایک کی زبان پر یہی جملے تھے کہ علم کا سمندر چلا گیا۔ کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ایسا بے ضرر اور مخلص انسان بھی محفوظ نہیں تو پھر اور کون محفوظ ہوگا۔ پروفیسر عطاء الرحمٰن کے سسر بیوی اور دیگر عزیز و اقارب نے میری جنازہ پڑھانے کیلئے ڈیوٹی لگائی تو میں نے فوراً ان کے روحانی باپ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کے صاحبزادے ابتسام الٰہی ظہیر کو فون پر اطلاع دی کہ وہ جنازہ پڑھائیں۔ میت کو ان کے سسرال کے ہاں گلشن راوی لیجایا گیا۔ نہلانے کی ذمہ داری چند علماء کی لگائی۔ 5 بجے ناصر باغ میں جنازہ کا اعلان کیا جا چکا تھا۔ جب انہیں پولیس گارڈ اور دوست واحباب کے ہمراہ ایک قافلہ کی شکل میں ناصر باغ لایا جا رہا تھا تو پورے راستے میں لوگ ساتھ ساتھ ملتے جا رہے تھے۔ ناصر باغ کے چاروں طرف اور ارد گرد کی سڑکوں پر انتظامیہ کے افسر جمع تھے۔ ناصر باغ میں عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر جس کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل تھا جنازے کا منتظر تھا۔ انہوں نے گاڑی سے چارپائی کو اٹھایا اور ایک دوسرے پر گرتے گراتے ہر ایک اس عظیم انسان کو کندھا دینے کی فکر میں تھا۔ ناصر باغ میں حکومت کے وزراء ناظمین اور اعلیٰ پولیس افسران سمیت تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کے مرکزی قائدین جمع تھے حافظ ابتسام الٰہی ظہیر نے اشکبار آنکھوں سے اپنے اس عظیم محسن کی خدمات اور علامہ شہیدؒ سے تعلق کو بیان کیا تو ناصر باغ میں جمع ہونے والا ہر فرد رو رہا تھا۔ ابتسام نے رو رو کر اپنے بھائی کیلئے جنازہ میں دعا کی۔

جنازہ کے دوران لوگوں کی بے ساختہ چیخیں نکل رہی تھیں۔ نماز جنازہ کے بعد لوگ دعائیں کئے جا رہے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک ہزاروں افراد اسلام کے سپاہی اور خادم قرآن کا آخری دیدار کرتے رہے۔ میں نے دو دفعہ اپنے عظیم محسن کی پیشانی کا بوسہ لیا تو ایسے محسوس ہوا کہ جیسے ان سے جنت کے پھولوں کی خوشبو مہک رہی ہو۔ میرا ان سے مثالی ساتھ تھا۔ صبح سے رات جہاں کہیں بھی کلاسز وغیرہ کے سلسلہ میں جانا ہوتا ہم اکٹھے جاتے۔ آج میرے سمیت اپنے ہزاروں شاگردوں اور چاہنے والوں کو چھوڑ کر اپنے محسن علامہ ظہیرؒ کے پاس جا پہنچے ہیں۔ ان کی جدائی میں پورا پاکستان سوگوار ہے اور ہر کوئی اس اچانک قیامت پر افسردہ ہے کہ اب خدمت قرآن کا سلسلہ پہلے کی طرح کیسے چلے گا۔ عطاء الرحمٰن ثاقبؒ نے ادارہ فہم قرآن چلانے کیلئے ایک ٹرسٹ قائم کیا تھا جنہوں نے ان کے عظیم مشن کو آگے پھیلانے کا عزم کیا ہے۔ اور چند ایک روز میں دوبارہ کلاسز کا آغاز کیا جا رہا ہے ان کی کمی تو پوری ہوتی نظر نہیں آ رہی۔ لیکن حتی الامکان ان کے لگے باغ کی باغبانی کا عزم رکھتے ہیں۔ پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقبؒ کی نماز جنازہ کے بعد گورنر پنجاب کی خصوصی ہدایت پر پولیس ایمبولینس کا اہتمام تھا جس کے ذریعے انہیں ان کے آبائی گاؤں سمندری لے جانا تھا۔ پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقبؒ کے دیرینہ ساتھی مشیر گورنر پنجاب طاہر اشرفی نے پولیس کی بھاری نفری کے ساتھ انہیں رخصت کیا اور دیگر ذرائع ابلاغ نے اس موقع پر اپنی مکمل ذمہ داری کا ثبوت دیا۔ اور ان کی شخصیت کے شایان شان کوریج دی۔

پروفیسر عطاء الرحمٰنؒ کی تعزیت کرنے والوں کا سلسلہ جاری ہے۔ سعودی عرب، امریکہ، لندن، کینیڈا، ابوظہبی وغیرہ سے مسلسل فون آ رہے ہیں۔ اور ہر ایک کی زبان پر ان کیلئے دعائیں ہیں۔ کیونکہ وہ ایسے شخص تھے جن سے کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچی تھی ان سے پڑھنے والی خواتین گھروں میں اس قدر پریشان ہیں کہ جیسے ان کا اپنا گھر کا فرد جدا ہو گیا ہو۔ کئی گھروں میں دو دن سے کھانا نہیں پکا۔ ان کے سسر چوہدری خدا بخش جو ایک مذہبی آدمی ہیں انہوں نے عطاء الرحمٰن ثاقبؒ کو داماد سے زیادہ بیٹا بنا رکھا تھا۔ پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقبؒ نے اے جی آفس میں فہم قرآن کلاسز کے علاوہ پورے قرآن مجید کا ترجمہ اور تشریح بھی بیان کیا۔ اس کی تمام آڈیو

(باقی صفحہ 48 پر)